دورہء قرآن
آٹھواں پارہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ، اما بعد ، فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمان الرحیم

رب اشرح لی صدری و یسر لی امری و احلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی

چھٹے پارے کے شروع میں ہم نے پڑھا کہ : " لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ "

"اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص بدگوئی پر زبان کھولے،مگر یہ کہ کسی شخص پر ظلم کیا گیا ہو"

یعنی ظلم ہونے کی صورت میں مظلوم کو یہ حق ہے کہ بدگوئی کر سکتا ہے، دوسرے لفظوں میں اپنے ظلم کی داستان کسی کو سُنا سکے۔تا کہ اپنی ذات پر ہونے والے ظلم کا ازالہ کر سکے۔لیکن ساتھ ہی یہ تعلیم بھی دے دی گئی کہ:

" اِنْ تُبْدُوْا خَیْرًا اَوْ تُخْفُوْہُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَفُوًّا قَدِیْرًا "

اگر تم نیکی کو ظاہر کرو یا اس کو چھپاؤ یا پھر برائی سے درگزر کرو، یعنی معاف کر دو تو بیشک اللہ بھی معاف کرنے والا، قدرت رکھنے والا ہے۔

یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ قدرت رکھنے کے باوجود دوسروں کو معاف کر دیتا ہے تو بندوں کے لیے بھی زیادہ پسندیدہ کیا ہے؟ کہ وہ انتقام اور بدلہ لینے کی طاقت رکھنے کے باوجود دوسروں کو معاف کر دیں۔یعنی قدرت کے باوجود معاف کرنا۔ایک تو یہ ہے کہ انسان بے یارومددگار ہوتے ہوئے جب کچھ بن نہ پڑے، بدلہ نہ لے سکے تو کہے کہ میں نے معاف کر دیا۔اور ایک یہ کہ بدلہ لے سکتا ہو پھر کہے کہ میں نے معاف کر دیا۔ان دونوں میں بھی فرق ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا:" جب تم کو اپنے دشمن پر قدرت حاصل ہو جائے تو اُسے معاف کرنے کو، اُس پر اپنی قدرت کا شکرانہ بنا لو۔"

" رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ،اَنَّہٗ قَالَ : اِذَا قَدَرْتَ عَلٰی عَدُوِّکَ ، فَاجْعَلِ الْعَفْوَ عَنْہُ شُکْرًا لِلْقُدْرَتِکَ عَلَیْہِ "

معاف کرنا اعلیٰ اخلاق میں سے ہے۔صرف وہی لوگ کسی کی غلطیاں اور قصوروں کو معاف کر سکتے ہیں جن کا دل بڑا ہو۔جن کا اخلاق بلند ہو۔

اعلیٰ اخلاق

ہم یہ لفظ سُنتے اور بولتے تو بہت ہیں، لیکن اخلاق ہوتا کیا ہے؟ اخلاق دراصل اعلیٰ انسانی کردار کا دوسرا نام ہے۔یعنی اعلیٰ کردار ہونا، بلند کردار ہونا۔ انسانی تعلقات میں سے کسی شخص سے جس اعلیٰ سلوک کی توقع کی جا سکتی ہے اُسی کو اخلاق کہتے ہیں۔کسی انسان کی انسانیت کو پہچاننے کا معیار یہی اخلاق ہے کہ کوئی شخص کس درجے کا ہے۔اس میں کتنی بلندی اور کتنی پستی ہے۔جس کا کردار اعلیٰ ہوگا وہی اعلیٰ انسان قرار پائے گا اور جس کا کردار یا اخلاق گرا ہوا ہوگا، وہ انسان اپنی انسانیت سے گرا ہوا ہوگا۔

مثلاً ایک شخص سے آپ کی دُشمنی ہو جاتی ہے، کسی وجہ سے کوئی خار، بیر ہو جاتا ہے پھر ایسے حالات پیش آتے ہیں کہ آپ نے اس کو زیر کر کے اس پر قابو پا لیا، اب وہ آپ کے کنٹرول میں ہے۔اب ایک صورت یہ ہے کہ آپ اُس معاملے کو صرف انتقام کی نظر سے دیکھیں اور بدلہ لے لیں اور دوسری صورت کیا ہے؟ کہ آپ اس کو معاف کر دیں۔آپ یہ بھی سوچ سکتے ہیں کہ وہ وقت آ گیا ہے کہ اب مجرم سے یا جس نے آپ کے ساتھ زیادتی کی ہے۔آپ اُس سے بھرپور بدلہ لے لیں اور اپنے انتقام کے جذبات کو ٹھنڈا کریں۔مگر یہ چھوٹی سوچ ہے ، اعلیٰ انسانیت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔اعلیٰ انسانیت کیا ہے؟ کہ اس سارے معاملے کو اللہ کی نظر سے دیکھے، اللہ کی صفات کو سامنے رکھے۔آپ اپنی کامیابی کو خدا کی طرف سے ملی ہوئی کامیابی سمجھیں کہ اللہ نے آج اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے کہ آپ کے مقابل آپ کے حریف آپ کے قابو میں دے دیئے گئے جیسا کہ فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ کے ساتھ ہوا لیکن اس دن آپ نے کیا

کیا؟ کیا فرمایا؟ " اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءَ " ۔" جاؤتم سب آزاد ہو،آج میں تم سے بدلہ نہیں لوں گا"

" لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ "۔ یوسفؑ نے کیا کہا تھا؟ جب وہ اپنے بھائیوں پر قابو پا گئے تھے، جب اللہ نے ان کو بلند مقام دیا اوران کے بھائی محتاج اورضرورت مند ہوکران کے سامنے کھڑے تھے، وہی بھائی، جنہوں نے کل ان کو تکلیف دی تھی۔انہوں نے بھی یہی کہا تھا۔ " لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ ، یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَ لَکُمْ "اللہ تمہیں بھی اور ہم کو معاف کردے،تم پر کوئی پکڑ نہیں۔

اب جب آپ کے یہ الفاظ ہوں گے تو آپ کے جذبات بھی مختلف ہوں گے کیونکہ اب آپ upper level پر ہیں۔ یہ جذبات انسان کے اندر شکر کا جذبہ پیدا کرتے ہیں کہ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے کامیابی بھی دی اور یہ توفیق بھی دی کہ میں قابو پانے کے باوجود،قدرت رکھنے کے باوجود، دوسرے کو معاف کرسکا۔تو اپنی کامیابی کے بعد شکر کی سب سے زیادہ اعلیٰ صورت آپ کو یہی دکھائی دے گی کہ آپ نے اپنے دشمن کو معاف کردیا۔قابو پانے کے بعد دشمن کو معاف کرنا کوئی معمولی بات نہیں،کوئی سادہ بات نہیں،کوئی آسان بات نہیں، یہ بہت بڑی قربانی کا معاملہ ہے۔ یہ صرف وہ کرسکتا ہے جو قربانی کرنا جانتا ہو۔اس کے لیے کسی باہر کے دشمن کو کُچلنے کی بجائے اپنے اندر کے نفس کو کچلنا پڑتا ہے، اپنے ساتھ جنگ کرنی پڑتی ہے۔ایک جنگ وہ ہوتی ہے جو آپ باہر کرتے ہیں لوگوں کے ساتھ،اس میں انسان کا دل،انسان کا نفس بہت خوش ہوتا ہے چاہے آپ جیتیں یا ہاریں اور ایک وہ موقعہ ہوتا ہے کہ جس میں آپ اپنے ساتھ جنگ کررہے ہوتے ہیں اور اپنے نفس کو کُچل رہے ہوتے ہیں۔خود اپنے نفس کو کچلنا، اپنے اندر بھڑکتی ہوئی انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے بعد ہی کسی کے لیے یہ ممکن ہوتا ہے کہ وہ قابو پانے کے بعد بھی اپنے دُشمن کو معاف کردے۔

معاف کرنا ایک نیکی ہے، اخلاق میں سے ہے اور قدرت رکھنے کے باوجود معاف کرنا سب سے بڑی نیکی۔تو جو نیکی جتنی مشکل سے کی جاتی ہے اس کا اجر بھی اُتنا ہی بڑا ہوتا ہے۔ رمضان کا یہ موقع، یہ مہینہ ہمیں اعلیٰ اخلاق کا درس دیتا ہے۔ ہمارے اندر صبر اور تقویٰ اُسی صورت میں پیدا ہوسکتا ہے جب ہم اُن چیزوں پر عمل بھی کرکے دکھائیں جو ہم پڑھتے یا سُنتے ہیں۔اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔